تاریخ پاک و ہند

تحریک سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

(حصہ دوم)

معرکہ بالاکوٹ

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی

شائع کردہ:
مرحبا اکیڈمی

سلسلہ اشاعت نمبر 76

یااللہ مدد

صحی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چاریار

تاریخ پاک و ہند

تحریک
سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

(حصہ دوم)

معرکہ بالاکوٹ

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 76

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم سنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: تحریک سیّد احمد شہید رحمہ اللہ (حصہ دوم)

سلسلہ اشاعت: 76 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 40

قیمت: 50 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ چکوال

طباعت: 23 رجب المرجب 1441ھ 19 مارچ 2020ء بروز جمعرات

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

تاریخ آزادئ ہند تحریک سید احمد شہید ؒ ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۶ تا ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء
عمر مبارک ۴۵ سال........................ 5
سید احمد شہید بریلوی ؒ..................... 5
سلسلہ تعلیم کا انقطاع.................... 6
سید احمد صاحب کی دیوبند آمد.............. 10
محبت چار یار ؓ کا دعویٰ..................... 11
جہاد کا شوق اور اس کی تیاری............. 13
نصیر آباد کا ہنگامہ......................... 13
سید صاحب کی مع رفقاء روانگی............ 14
دوبارہ نصیر آباد آمد...................... 15
حلقہ اثر کی وسعت........................ 19
سید احمد صاحب کا کلکتہ سے سفر حجاز........ 20
۶۹۳/ افراد کا قافلہ....................... 20
عورتوں کے لیے تین جہاز.................. 20
مکہ میں داخلہ............................ 21
محفل میلا کی شرکت سے معذرت.......... 23
ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط............. 24
پشاور پر سکھوں کا قبضہ.................. 26
قبائل کے سرداران کو خلعت............... 27
افغانوں کی آخری جنگ................... 27
کشمیر پر قبضہ.......................... 28
سید احمد شہید کا سفر ہجرت و جہاد.......... 29
مجاہدین کی جہاد کے لیے روانگی............ 29
اکوڑا خٹک کی جنگ کا اثر.................. 32
حضرو پر چھاپہ......................... 33
ہزارہ دُرّ عہد حکومت میں................. 35
ہزارہ میں سکھ حکومت کی ابتدا............. 35
کشمیر پر رنجیت سنگھ کا قبضہ............... 36
ہری سنگھ کی ہزارہ پر حکومت.............. 36
ہری سنگھ کی شکست...................... 36
رنجیت سنگھ کا حملہ....................... 36
معرکہ بالاکوٹ.......................... 37

☆☆☆☆

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی [شوریٰ پ ۲۵]

فرما دیجیے کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، مگر رشتہ داروں میں محبت چاہیے۔

شجرۂ مودّت

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی — یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

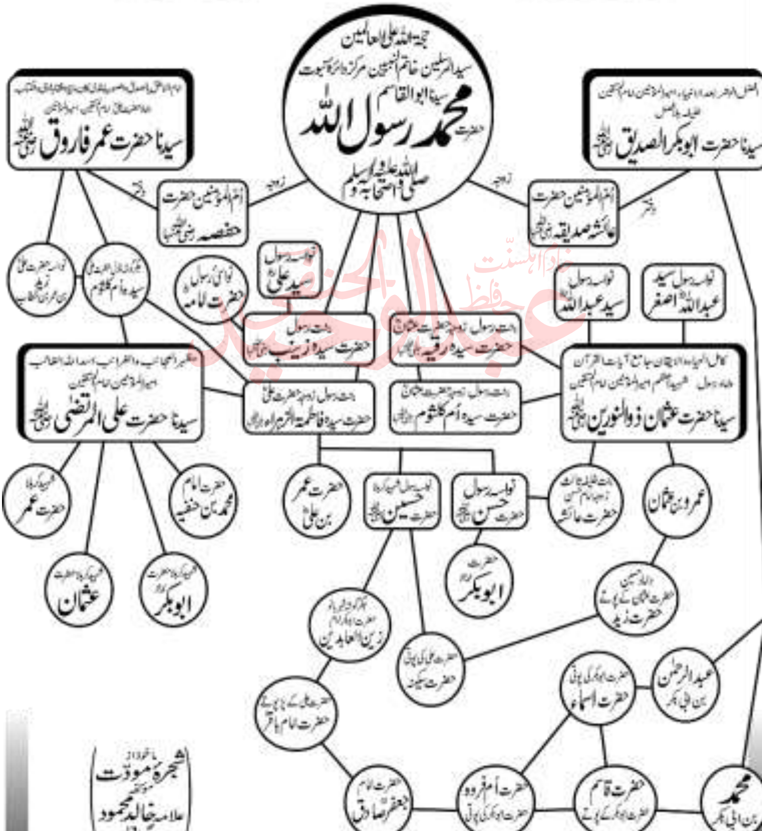

ماخوذ از شجرۂ مودت مؤلفہ علامہ خالد محمود ص ۱۹

alnoor 0334-8706701 www.alnoors.com Management Chakwal (Pakistan)

تاریخ آزادئ ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

تحریک سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۰۱ھ تا ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۷۸۶ء تا ۱۸۳۱ء

عمر مبارک ۴۵ سال

سیّد احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مشرقی یو پی میں رائے بریلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ شاہ علم اللہ قدس سرہٗ تھے جو اودھ کے بڑے بزرگ تھے اور سو سال سے وہاں ان کا فیض جاری تھا۔

آپ کا خاندان امیر سیّد قطب الدین کی اولاد سے تھا جو کہ محمد ذوالنفس الزکیہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں پشت میں سیّد رشید الدین کے فرزند شیخ الاسلام سیّد قطب الدین محمد الحسنی (المولود ۵۸۱ھ) ایک عالم و عارف اور عالی ہمت بزرگ تھے۔

۶۰۷ھ میں خواب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آپ کو جہاد کے لیے ہندوستان جانے کا حکم ہوا اور فتح کی بشارت ہوئی۔ اس طرح آپ دہلی تشریف لائے جہاں ۹۶ سال کی عمر میں ۳ر مضان ۶۷۷ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۲۷۹ء میں وفات پائی۔[1]

ان کے خاندان میں سیّد احمد شہید بریلی کے والد سیّد شاہ علم اللہ پیدا ہوئے۔ عالمگیر کے عہد حکومت میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ شاہ علم اللہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں ۶ صفر ۱۲۰۱ھ، ۲۹ نومبر مطابق ۱۷۸۶ء سیّد احمد شہید بریلوی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

لکھنؤ کا سفر ۱۲۱۲ھ مطابق ۱۷۹۸ء میں بارہ سال کی عمر میں لکھنؤ تشریف لے گئے۔

دہلی کا سفر سیّد احمد شاہ بریلوی رحمہ اللہ لکھنو میں تین ماہ گذارنے کے بعد وہاں سے پیدل سفر کر کے سفری تکالیف اٹھاتے ہوئے دہلی پہنچے۔ اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں سلوک کی تعلیم و تکمیل کے لیے حاضر ہو کر اُن کی بیعت کر کے اُن سے فیض حاصل کیا۔

سلسلہ تعلیم کا انقطاع

سیّد صاحب نے حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ اور سیّد شاہ

[1] نزہۃ الخواطر۔ بحوالہ دفیات الاعلام از شیخ محمد یحییٰ۔

عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کتابیں پڑھیں۔

ایک روز عجیب واقعہ ہوا کہ آپ کتاب دیکھتے ہیں تو سامنے سے حروف غائب ہو جاتے ہیں۔ آپ نے مرض سمجھ کر طبیبوں سے رجوع کیا۔ مگر کوئی فائدہ نہ ہوا، شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے باریک چیزوں کی طرف نظر کرو۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی فرق نہیں صرف کتابوں میں خصوصیت ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پڑھنا چھوڑ دو۔

باطنی تعلیم آپ نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے باطنی علوم کی تعلیم شروع کر دی۔ اور وہ مقامات حاصل ہوئے جو سالہا سال ریاضت اور مجاہدوں سے بھی کم حاصل ہوتے ہیں۔

قیام دہلی کے دوران رمضان المبارک کی ستائیسوں رات کو عشاء کی نماز کے بعد نیند کا کچھ ایسا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کو دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا۔ آپ نے دیکھا کہ آپ کی دائیں جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور آپ سے فرمارہے ہیں کہ احمد جلد اُٹھ اور غسل کر۔ سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجود کہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس سے غسل کیا اور فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

"فرزند! آج شبِ قدر ہے۔ یادِ الٰہی میں مشغول ہو اور دعا و مناجات کرو"

اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔

خواب میں رسول اللہ ﷺ نے سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں تین چھوہارے دیے اور بہت شفقت و محبت سے کھلائے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو ان کی شیرینی آپ کے ظاہر و باطن سے ظاہر تھی۔

رائے بریلی واپسی اور نکاح آپ ۱۲۲۴ھ میں واپس بریلی پہنچے اور سیّد محمد روشن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی بی بی زہرہ سے نکاح کیا۔ ۱۲۲۴ھ میں آپ کی بڑی صاحبزادی بی بی سارہ پیدا ہوئیں۔

دہلی کا دوسرا سفر جمادی الآخر ۱۲۲۴ھ میں دہلی کا دوسرا سفر کیا۔ آپ ۱۲۲۷ھ میں نواب امیر خان کے لشکر میں شامل ہو کر وسط ہند کے بعض راجاؤں سے برسرپیکار ہوئے۔

نواب امیر خان کا خاندان سالارزئی پٹھانوں کا ایک خاندان تھا۔ امیر خان ۱۱۸۴ھ میں پیدا ہوا۔ ابتداء سے سپہ گری کا شوق رکھتا تھا۔

لشکر میں اصلاح و تبلیغ آپ اپنی عبادات و ریاضات اور لشکر کی سپاہیانہ زندگی کے ساتھ اصلاح و ارشاد میں بھی مشغول تھے۔ یہ لشکر جس میں چالیس چالیس ہزار اور پچاس پچاس ہزار مسلمان رہتے تھے۔

دعوت و تبلیغ کا ایک وسیع میدان تھا۔

آپ عقیدہ صحیحہ کی تعلیم بھی کرتے اور خلافِ شرع اُمور سے توبہ کراتے اور ارکان و فرائضِ دین کی پابندی کا اقرار لیتے۔

سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کم از کم چھ سال نواب امیر خان کی رفاقت میں اور اُن کے لشکر میں گزارے۔

نواب امیر خان نے جب انگریزوں سے ایک معاہدہ کے تحت صلح کر لی تو آپ وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔

دہلی کا تیسرا سفر ۱۲۳۲ھ میں بادھو راجپورے میں نواب امیر خان کی انگریزوں کے ساتھ مصالحت کے بعد، سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس سے جدا ہو کر دہلی تشریف لائے۔ اگرچہ سن و سال کے حساب سے آپ جوان تھے۔ آپ کی عمر ۳۱ سال تھی۔

دہلی میں "صراط مستقیم" کتاب جو کہ مولانا شاہ اسمٰعیل شہید نے مرتب کی تھی، وہ آپ کے ملفوظات تھے۔ اس کتاب کے مرتب مولانا شاہ اسمٰعیل شہید، اس کتاب کی ترتیب کا سن ۱۲۳۳ھ ہی لکھتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے لیے ارشاد فرمایا۔ مرشد وقت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اُن کے حکم پر ان اکابر کا کسی

دوسرے کی بیعت ہونا معمولی واقعہ نہ تھا۔ اس کا بڑا چرچا ہوا اور جوق در جوق علماء و فضلاء اور صالحین بیعت ہونے لگے۔

سیّد احمد صاحب کی دیوبند آمد

دن بدن آپ کی مقبولیت و شہرت بڑھتی گئی۔ آپ نے دورے شروع کر دیے۔ اس سلسلہ میں دو آبہ، مرادنگر، میرٹھ، سڑھنہ، بڑھانہ، پھلت، مظفر نگر پہنچے۔ اور وہاں سے دیوبند تشریف لے گئے، دس دن دیوبند میں قیام رہا۔ اور پھر سہارنپور تشریف لے گئے۔ آپ کا پورا سفر بارانِ رحمت کی طرح تھا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے والد سیّد عبدالحی صاحب رحمہ اللہ اپنے سفر نامہ ارمغانِ احباب میں مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ شیخ الہند کے والد گرامی مولانا ذوالفقار علی صاحب رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں:

اس نواح (دیوبند سہارنپور) کے اکثر قصبہ جات میں تشریف لے گئے، وہاں اب تک خیر و برکت ہے۔ اور ایک دو گاؤں اور قصبے ایسے ہیں، جہاں نہیں گئے۔ وہاں اب تک نحوست اور شامت باقی ہے۔ اور ایک مختصر گاؤں ہے، جہاں مسلمانوں کے دو چار گھر ہیں۔ اتفاقاً سیّد صاحب کسی ضرورت سے وہاں بھی گئے ہیں، وہاں بھی خیر و برکت پائی جاتی ہے۔ گویا کہ ایک نور مستطیل ہے کہ جدھر جدھر وہ گئے، اُدھر اُدھر وہ پھیل

گیا۔[1]

رائے بریلی کا سفر ماہِ رمضان کی چاند رات ۲۹ شعبان ۱۲۳۴ھ کو حضرت سیّد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع الخیر تمام رفقاء کے ساتھ شہر رائے بریلی میں داخل ہوئے اور فجر کو سب نے روزہ رکھا۔

لکھنؤ کا سفر پھر آپ نے ایک سو ستر آدمیوں کے قافلے کے ساتھ لکھنؤ کا سفر فرمایا۔ یہ لکھنؤ کا پہلا سفر تھا جو آپ نے اصلاح و تبلیغ کی نیت سے فرمایا۔

اس سفر میں مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وعظ میں قوم کو سمجھایا کہ صاحبو! تم سب سے ایک عرض ہے، اس کو متوجہ ہو کر سنو اور اس کا جواب دو۔

محبت چار یار رضی اللہ عنہم کا دعویٰ

وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی اتنی بڑی تھی کہ تمام سینہ چھپالیا تھا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ڈاڑھی بھی ایسی ہی تھی۔ اہل السنت والجماعت محبتِ چار یار رضی اللہ عنہم کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

اور حضرات شیعہ کو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ ہے۔

---

[1] سفر نامہ ارمغان احباب بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ج ۶، ص ۱۸۱۔

محبت کے معنٰی ہیں، اس چیز کی طرف میل اور رغبت کرنا۔ جو مرضی محبوب کے موافق ہو، نہ یہ کہ اپنے محبوب کی رضا کے خلاف چلے۔ بڑا تعجب ہے کہ دونوں فریق ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں، اور منہ سے صحابہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعوٰی کیے جاتے ہیں۔

یہ سُن کر جن صاحبوں کی ڈاڑھیاں منڈی تھیں، انہوں نے منہ پر رومال باندھ لیے۔ اور جن صاحبوں کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے تھے، انہوں نے اسی دم پھاڑ ڈالے۔ کبوتر اڑانے والوں، مُرغ لڑانے والوں اور پتنگ بازوں نے توبہ کی۔ اور اُسی روز سے لوگوں کو ہدایت ہونا شروع ہو گئی۔ اس وعظ میں علمائے فرنگی محل اور مولوی دلدار علی، صاحب مجتہد لکھنؤ کے اکثر شاگرد، نیز مفتی غلام حضرت صاحب جو بڑے صاحبِ اخلاق، متّقی، پرہیز گار عالم تھے، تشریف رکھتے تھے۔

چھ سات ہندو مہاجن بھی لباس فاخرہ پہنے وعظ سُن رہے تھے۔ اس عرصے میں عصر کی اذان ہوئی۔ مولانا عبدالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وعظ بند کیا۔ ان ہندوؤں نے مولانا سے کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا سب حق ہے۔ اور آپ کا دین سچّا ہے۔ نماز عصر کے بعد سیّد احمد شہید کے گرد کئی ہزار آدمی سُنّی اور شیعہ جمع ہو گئے اور لوگوں نے بیعت کرنا شروع کی۔

حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ہزاروں آدمیوں نے بیعت کی۔ آپ نے ایک کپڑا پھیلا دیا اور فرمایا: جو کوئی اس کو پکڑے، وہ ہمارا مرید ہے۔"

سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سفر لکھنؤ ۱۲۳۴ھ میں ہوا۔ شیعہ مجتہد مولوی دلدار علی لکھنوی کا انتقال ۱۹ رجب ۱۲۳۵ھ میں ہوا۔

اور مفتی غلام حضرت کا انتقال ۱۲۳۴ھ میں ہوا ہے۔ کلیاتِ ناسخ میں اُن کی وفات پر یہ قطع درج ہے۔

مردہ مفتی غلام حضرت افسوس کو بود بشہر لکھنؤ حاکم شرح سالِ تاریخ رحلت آں مرحوم فرمود خسرو کہ بود او خادمِ شرع ۱۲۳۴ء۔[1]

جہاد کا شوق اور اس کی تیاری

لکھنؤ کے تبلیغی دورہ کے بعد واپس رائے بریلی آ کر ایک سال قیام کیا۔ اس قیام کے اہم واقعات میں جہاد کے لیے مشق و تربیت کا اہتمام، نکاح بیوگان کی سنّت کا احیاء اور نصیر آباد مہم کی مہم ہے۔

نصیر آباد کا ہنگامہ

قصبہ نصیر آباد، رائے بریلی سے دس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہ سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اجداد کا وطن اور آپ کے خاندان کا ایک مسکن ہے۔ مولوی دلدار علی پہلے شیعہ مجتہد یہیں کے رہنے والے تھے۔ ۶ محرم کو نصیر آباد کا ایک آدمی خط لے کر آیا کہ اس سال نصیر آباد کے اکثر سُنّی سادات و شرفا اپنی ملازمتوں اور ضروری کاموں پر گئے ہوئے ہیں۔ قصبے

---

[1] کلیات ناسخ ص ۳۹۳۔

میں بہت کم اہل سنت رہ گئے ہیں، قصبے میں شیعہ حضرات کی بڑی آبادی ہے۔ اور خاص طور پر محرّم میں جو لوگ باہر ہوتے ہیں، وہ بھی گھر آکر محرم کرتے ہیں۔

مجتہد صاحب کے وطنی تعلق اور سلطنت کی سرپرستی اور حمایت کی وجہ سے یوں بھی ان کو قوت حاصل تھی۔ اس سال سب نے اتفاق کیا کہ تبرّا علانیہ کہا جائے۔ سُنّیُوں سے انہوں نے کہہ دیا ہے کہ اگر آپ کی دل آزاری ہو تو ایک روز کے لیے اہل و عیال کو لے کر قصبے سے باہر چلے جائیں۔ یہ اطلاع پاکر مشورہ کیا گیا کہ کیا کرنا چاہیے۔

سیّد صاحب کی مع رفقاء روانگی

سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چلنے کا فیصلہ فرمایا اور اہلِ قصبہ کو اطلاع بھیج دی کہ آپ مطمئن رہیے، ہم سب آتے ہیں۔

اور آپ نصیر آباد دیوان سیّد خواجہ احمد صاحب جو کہ آپ کے والد شاہ علم اللہ حقیقی چچا اور استاذ تھے، کی مسجد میں نصیر آباد پہنچ گئے۔

اور فرقہ ثانی کو پیغام بھیج دیا کہ سابق دستور کے علاوہ کوئی نئ بات نہ کریں۔ اور اطراف سے اہل سنت آپ کی آمد کا سُن کر کثیر تعداد میں جمع ہو گئے۔

اہل تشیع نے اس روز احتجاجاً اپنے عَلم نہیں نکالے اور خاموش ہو کر

بیٹھ رہے۔ قصبے میں امن و سکون رہا اور محرّم کی وہ تاریخیں گزر گئیں، جن میں فساد کا اندیشہ تھا۔

۱۳ محرّم کو سیّد صاحب اپنے رفقاء کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔[1]

دوبارہ نصیر آباد آمد

چہلم ۲۰ صفر کے قریب پھر نصیر آباد کے اہل سنت نے آپ کو اطلاع بھیجی کہ پھر اہل تشیع کے جلوس میں تبرّاء کا اندیشہ ہے۔ اہل تشیع نے طے کیا کہ اس چہلم میں ضرور تبرّا کہتے ہوئے تعزیہ اور عَلَم سنّیوں کے گھروں کے سامنے محلے سے گزریں گے۔ جو سُنّی مزاحم ہو گا اس کو زد و کوب کریں گے۔

سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نصیر آباد دوبارہ پہنچ کر آپ نے گاؤں کے معززین کو بلا کر اُن سے اچھی اچھی صلاحیت کی باتیں کیں۔ اہل تشیع کے جو بااثر اور سربراہ اصحاب آپ کے پاس آئے تھے، آپ اُن کو سمجھاتے تھے کہ ہماری آپ کی قدیم زمانوں سے ایک بستی ہے، ایسے شرّ و فساد سے اجتناب کرنا چاہیے۔

تائید غیبی شیعہ اہل قصبہ نے مقامی حاکم کے یہاں کامیابی نہ دیکھ کر

---

[1] وقائع احمد ص۴۸۶۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ایک سوگوار اور عزادار وفد ماتمی لباس میں لکھنؤ روانہ کیا۔ اور اس سال محرّم کی تمام رسومات موقوف کر دی گئیں۔ اس وقت یہ نصیر آباد سلون کی ریاست میں تھا اور یہ علاقہ بادشاہ بیگم کی جاگیر میں تھا۔ وفد نے بادشاہ بیگم کی سرکار میں استغاثہ دائر کیا۔ وہاں سے حاکم نصیر آباد کے نام سنیوں کی سرزنش اور اُن کے خلاف سخت کارروائی کرنے کا فرمان جاری ہو گیا۔ سُنّی احباب معتمد الدولہ کی سرکار میں پہنچے اور ان تمام حالات کی اطلاع دی۔

نواب معتمد الدولہ بادشاہ کی خدمت میں جا رہے تھے۔ انہوں نے بادشاہ کو جا کر عرض کیا کہ سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو نصیر آباد میں قیام فرما چکے ہیں اور چھاؤنی اور شہر کے ہزاروں مسلمان اُن کے مرید ہوئے ہیں۔ معلوم نہیں بیگم صاحبہ نے کیا سمجھ کر اپنے عامل کو ان کے اور ان کی پوری برادری کے قلع قمع کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ میں تو بیگمات کے معاملے میں کچھ نہ بولتا، مگر کیا کروں کہ خاموش رہنا مصلحت نہیں۔ ایک بڑا ہنگامہ اور ایک زبردست فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔

تمام لشکر سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بگوش اور فدائی ہے، سرکار کی سُنّی رعایا بھی ان کی معتقد ہے۔

عامل غریب کو اتنی طاقت کہاں کہ وہ اتنی بڑی قوت اور جمعیّت کے خلاف کوئی کارروائی کر سکے۔ وغیرہ

بادشاہ نے سب سُن کر فرمایا کہ جو کارروائی مناسب سمجھو وہ بلا تاخیر کرو اور کسی نہ کسی طرح اس فتنے کو فرو کرو۔

نواب معتمد الدولہ نے مکان پر پہنچتے ہی فقیر محمد خان کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اخونزادے کو پانچ سو سوار اور پیادہ فوج کے ساتھ نصیر آباد روانہ کرو۔ اور بیگم صاحبہ کا عامل، کوئی احمقانہ کاروائی اور اہل سنت کے خلاف کوئی اشتعال انگیز بات نہ کر پائے۔ اور روانگی کے وقت نواب صاحب نے دس ہزار روپے اور فقیر محمد خان نے دو ہزار روپے اخونزادہ کو دیے کہ سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ضروری فوجی مصارف کے لیے پیش کیے جائیں۔

اس واقعے کی تمام لکھنؤ میں شہرت ہو گئی۔ مجتہد صاحب نے خفیہ پیغام بھیجا کہ اس وقت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ اور مخالفت بالکل خلافِ مصلحت ہے۔ حالات نہایت دگرگوں ہیں، مناسب یہی ہے کہ اس وقت کسی نہ کسی طرح مصالحت کر لی جائے۔

چناں چہ حضرات شیعہ نے صلح کی پیشکش کی۔ سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے منظور کیا کہ وہ اس اقرار اور وعدے کا ایک محضر نامہ لکھ دیں کہ آئندہ وہ احتیاط کریں گے۔ چناں چہ اس مضمون کے دو محضر نامے تیار کیے گئے۔ قاضی شہر اور مفتی نے اس پر دستخط کیے۔ ایک محضر نامہ لکھنؤ روانہ کر دیا گیا اور ایک سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس محفوظ رہا۔ اخوانزادہ

نصیر آباد کے قریب پہنچا تو سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے باہر نکل کر اُن کا استقبال کیا۔ اخونزادہ گویا شمشیر برہنہ تھا۔ عرض کیا کہ:

ہمیں متعمد الدولہ نے آپ کی خدمت میں اس لیے بھیجا ہے کہ آپ کے حکم کے مطابق فتنہ انگیزوں کا قلع قمع کیا جائے۔ ہمیں آپ کے حکم کا انتظار ہے۔

سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ خونریزی اور فساد کا اندیشہ نہیں رہا اور فریقین میں مصالحت ہو گئی ہے۔ اخونزادے نے چند روز قیام کیا، جس میں اس کو اور اہل لشکر کو دینی و باطنی استفادے کا موقع ملا۔[1]

اخونزادے اور اس کے لشکر کی خبر سُن کر سیّد کے پاس شیعہ معززین آئے اور کہا کہ قصبہ کے باہر ہمارے موٹھ، جوار وغیرہ کے کھیت ہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ وہ سارے کھیت ان کے گھوڑوں سے پامال ہو جائیں گے، اور سارا غلہ گھوڑے کھا جائیں گے۔ اور پیروں سے روند کر برباد کر دیں گے اور ہمارا سخت مالی نقصان ہو گا۔

آپ نے ان کو اطمینان دلایا اور اخونزادے کو کہلا بھیجا کہ ہمارے اور شیعوں کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔ ان کے جوار موٹھ وغیرہ کے

---

[1] وقائع احمد ص ۵۱۸۔

کھیت میں تم میں سے کسی کا گھوڑا ٹٹو نہ جانے پائے۔

- اخونزادے نے اور اس کے لشکر کے سو سواروں نے سیّد صاحب رحمہ اللہ سے بیعت کی اور لکھنؤ واپس چلا گیا۔
- معتمد الدولہ اور فقیر محمد خان کی رقمیں آپ نے واپس کر دیں۔ فرمایا: ہم ان کے حق میں دعا کریں گے، ان رقموں کی ضرورت نہیں۔

ضبط اعتدال اس موقع پر لوگوں نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کے خزم، تدبر، معاملہ فہمی اور اعتدال اور ضبط اور فوجی تنظیم اور قابلیت کا نمونہ دیکھا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حلقہ اثر کی وسعت

اس موقع پر لوگوں کو سیّد صاحب رحمہ اللہ کے حلقۂ اثر کی وسعت اور ان کے رسوخ اور اعزاز کا اندازہ ہوا۔ نصیر آباد پہنچ کر آپ نے قصبے میں مورچال قائم کر دی اور پورے شہر پر ایسا فوجی ضبط و نظام قائم رکھا، جو آزمودہ کار فوجی تربیت یافتہ اشخاص ہی کر سکتے ہیں۔ پھر اپنی طرف سے اشتعال انگیز اور بے جا کارروائی نہیں ہونے دی۔

جہاد کا مقدمہ مولانا اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ نصیر آباد کا واقعہ جہاد کا مقدمہ تھا۔ جس میں لوگوں نے سیّد صاحب رحمہ اللہ کی قیادت

اور انتظامی صلاحیت کے سب سے پہلے جوہر دیکھے۔[1]

سیّد احمد صاحب کا کلکتہ سے سفر حجاز

حج بیت اللہ و زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سیّد احمد صاحب نے ۱۲۳۷ھ میں چلنے کی تیاری شروع کر دی۔

۱۱ جہاز کرایہ پر لیے گئے اور بارہ ہزار روپیہ کرایہ تجویز ہوا۔ ہر جہاز پر ایک امیر مقرر ہوا۔ اور بارہ ہزار روپیہ اور اشیائے خوردنی خرید کر جہازوں پر رکھ دی گئیں۔[2]

۶۹۳/ افراد کا قافلہ

فی آدمی بیس روپے کرایہ کے حساب سے ۶۹۳ افراد کا کرایہ تیرہ ہزار آٹھ صد روپے دیے گئے۔

عورتوں کے لیے تین جہاز

عورتوں کے واسطے تین جہازوں کے نیچے کے دبو سے لیے گئے۔ ایک جہاز فتح الکریم کے آدھے دبو سے کے چار سو روپے اور ایک غراب احمدی کے پورے دبو سے کے آٹھ سو روپے کرایے کے علاوہ دیے گئے اور پانی کے پیسے رکھے گئے۔

---

[1] تاریخ دعوت وعزیمت ج ۶، ص ۲۵۶۔

[2] مخزنِ احمدی ص ۸۰۔

احرام میقات سے آپ نے احرام باندھا۔ ۲۳ شعبان ۱۲۳۷ھ کو آپ مع قافلہ جدہ پہنچے۔

جدہ سے مکہ ۵ روز جدہ میں قیام کر کے ۲۷ شعبان ۱۲۳۷ھ کو مکہ روانہ ہوئے۔

حدیبیہ میں دعا راستہ میں کچھ دیر حدیبیہ ٹھہرے اور وہاں تمام رفقاء کے ساتھ تفرّع وزاری سے دعا فرمائی، ساتھیوں سے بیعت جہاد لی۔ [1]

مکہ میں داخلہ

۲۹ شعبان ۱۲۳۷ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۸۲۲ء کو آپ کچھ دن چڑھے مکہ معظّمہ کے قریب پہنچے۔

مکہ معظّمہ کی بالائی جانب سے جنت المعلّیٰ کی شمال سمت سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے۔ بابُ السّلام سے حرم میں داخل ہو کر عمرہ ادا کیا۔

مناسک حج یوم الترویہ ۸ ذی الحجہ ۱۲۳۷ھ کو آپ نے حطیم میں اپنے رفقاء کے ساتھ طویل دعا کی اور مکہ سے منیٰ روانہ ہو گئے۔

منیٰ میں قیام مسجد حنیف کی مشرقی جانب چھوٹی مسجد کے متصل آپ کا خیمہ ایستادہ تھا۔ اور رات قیام کر کے صبح عرفات روانہ ہو گئے۔

عرفات عرفات میں وقوف کے بعد آپ غروبِ آفتاب کے بعد

---

[1] مخزن احمدی ص ۱۱۷۔

مزدلفہ روانہ ہو گئے۔ رات مزدلفہ قیام کے بعد صبح منیٰ میں جمرہ عقبہ میں جمرہ کے بعد قربانی کی، سر کے بال منڈوائے اور طوافِ زیارت کے لیے مکہ روانہ ہوئے۔

عقبہ میں بیعتِ جہاد منیٰ میں عقبہ وہ مقام ہے جہاں ۱۰ نبوی میں چھ یا آٹھ انصاریوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے جہاد کی بیعت لی۔ اور تین روز منیٰ میں قیام فرمایا اور جمرات کے لیے ۱۳ ذی الحجہ رمی جمار کے بعد مکہ معظّمہ روانہ ہوئے۔ رمضان سے ۵ صفر تک ۵ ماہ مکہ میں قیام کیا۔

سفر مدینہ سیّد صاحب کے جب مدینہ منورہ کے سفر کا قصد ہوا تو آپ نے پچاس پچاس اونٹ کرایہ پر حاصل کیے۔

زیارت نبوی مدینہ منورہ پہنچنے سے دو رات پہلے رات کو خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما تشریف لائے۔ ہر ایک نے آپ کے سینہ پر ہاتھ رکھا اور تسلی و تشفی دی اور مختلف بشارتیں دیں۔

قافلہ مدینہ شریف پہنچا۔ بابُ السّلام سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور آپ روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا۔

محفل میلاد کی شرکت سے معذرت

۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ کو علماء اور رؤساء شہر مسجد میں جمع ہوئے اور سیّد صاحب کو بھی اس مجلس میں شرکت کی دعوت دی۔ آپ نے مولانا عبدالحی صاحب کے ذریعہ فرمایا کہ ان سے فرمایئے کہ اگر مجلس کا انعقاد لہو ولعب کے لیے ہے تو ہم کو شرکت سے معذور رکھیں۔ اور اگر عبادت کی نیت سے ہے تو اس کو کتاب وسنت سے ثابت کردیں۔ اس لیے کہ ہم لوگ عبادت اور کار ثواب ہی کے لیے اپنے گھروں سے آئے ہیں۔ اگر ثابت ہوجائے گا تو میں بسر وچشم حاضر ہوجاؤں گا ورنہ ہم کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مولانا عبدالحی صاحب نے یہ مضمون اچھی طرح سمجھا دیا۔ قاصد نے جاکر یہ مضمون اہل مجلس کو پہنچا دیا۔ حاضرین سن کر خاموش ہوگئے۔

سفر مدینہ سے واپسی ۲۹ ربیع الاول ۱۲۳۸ھ زیارتوں کے بعد مکہ معظمہ کو کوچ کیا۔ مکہ معظمہ دوسرا رمضان مبارک آگیا۔

مکہ معظمہ سے واپسی ۱۵ شوال ۱۲۳۸ھ کو تیاری ہوئی۔ یکم ذیقعدہ ۱۲۳۸ھ کو آپ نے طواف وداع کیا اور مکہ معظمہ کو الوداع کیا۔ ہر شخص بیت اللہ کی جدائی سے اشک بار اور دِل فگار تھا۔ دوسرے روز بندرگاہ جدّہ پہنچنا ہوا اور وہاں اوائل ذی الحجہ میں جدہ سے روانہ ہوکر بندرگاہ مخنہ میں پہنچے۔ وہاں ایک ماہ قیام رہا۔ وہاں سے روانہ ہوکر جہاز

بمبئی پہنچا۔

رائے بریلی کا آخری قیام رمضان ۱۲۳۹ھ سے جمادی الآخر ۱۲۴۱ھ تک ایک سال اور دس ماہ رائے بریلی قیام رہا۔

علمی و روحانی تربیت گاہ ایک سال اور دس ماہ کی یہ مدت آپ نے علمی و روحانی تربیت دیتے ہوئے جہاد کے لیے جذبہ پیدا کیا۔

ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط

ملک ہندوستان کا بڑا حصہ غیر ملکیوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ انہوں نے ہر جگہ ظلم اور زیادتی پر کمر باندھی ہوئی تھی۔ کفّار سے ملک کو آزاد کرانے کے لیے۔

حافظ عبد الوحید الحنفی
خادم اہلسنّت

علاقہ سرحد کا انتخاب سیّد صاحب کے نزدیک اگرچہ مقصود اصلی ہندوستان کو انگریزوں اور غیر مسلموں کے قبضہ سے آزاد کرانا تھا۔

پنجاب میں سکھوں کی حکومت پنجاب میں ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۳ھ میں رنجیت سنگھ کی حکومت قائم ہو گئی اور پشاور، بالا کوٹ تک اُس کا قبضہ ہو چکا تھا۔ پنجاب کی چھوٹی چھوٹی مسلمان ریاستوں کے بس کی بات نہ تھی۔ رنجیت سنگھ نے ایک ایک کر کے وہ تمام ریاستیں اور صوبے جو خود مختار سکھ سرداروں اور مسلمان حکمرانوں کے پاس تھے، فتح کر لیے اور مسلمان رعیت کو لرزہ خیز مظالم کا نشانہ بننا پڑا۔

احمد خان رئیس جھنگ کی شکست کے بعد سکھوں نے شہر کو لوٹ لیا۔

نواب مظفر خان والی ملتان کی شکست اور شہادت کے بعد چار پانچ سو مکانات پیوند زمین ہو گئے۔ مکانات کو آگ لگا دی گئی۔

رنجیت سنگھ نے تختِ لاہور کے تحت سارے پنجاب کو تسخیر کر لیا تھا۔ اور یہ پورے ہندوستان کے لیے ایک خطرہ بنی ہوئی تھی۔ جہاں یہ قبضہ کرتے، سیکڑوں آدمیوں کو برہنہ کر دیتے، عورتوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کرتے۔ بہت سی شریف عورتوں نے کنوؤں میں گر کر جان دی اور عزت بچائی۔

والی قصور کی شکست قصور پر قبضہ کر کے سکھوں نے لوگوں کے بدن کے کپڑے تک اتار لیے۔ عورتیں ننگے سر، ننگے بدن، بے ستر ہو کر جا بجا اپنے آپ کو چھپاتی پھرتی تھیں مگر کوئی جگہ امن کی نہیں ملتی تھی۔ بہت سی اشراف عورتیں جنہوں نے بیگانے مرد کی صورت نہیں دیکھی تھی اپنے ہاتھوں سے پھانسی لے کر مر گئیں، کنوؤں میں کود پڑیں۔ ان حالات میں مساجد پر سکھوں نے قبضہ کر لیا۔ شاہی مسجد لاہور کو فوجی چھاؤنی بنا کر سرکاری تسلط کر کے بارود خانہ بنا دیا۔

مساجد کا گرانا مساجد کا گرانا سکھوں کے وقت کچھ بڑی بات نہ تھی۔ ہزاروں مسجدیں سکھوں نے گرا کر اپنی عمارت کے ساتھ شامل کر لی تھیں۔

افغانستان و سرحد افغانستان و سرحد مسلمانوں کی طاقت کا بڑا مرکز رہے ہیں۔ ہندوستان میں مسلمان فاتح اسی ملک کے رہنے والے تھے یا اسی راستے سے آئے تھے۔ لیکن انیسویں صدی عیسوی کی ابتدا میں تمام عالم اسلام میں ایک عام زوال تھا۔ نااتفاقی اور خانہ جنگی نے اس طاقت ور ملک کو اتنا کمزور کر دیا کہ ہندوستان اور پنجاب کے مسلمانوں کی مدد کرنا تو درکنار ان کو اپنی آزادی اور اپنے مقبوضات کا برقرار رکھنا مشکل ہو گیا۔

پشاور پر سکھوں کا قبضہ

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے افغانستان کے ان حالات سے پورا فائدہ اٹھایا۔ ۱۸۱۸ء میں مہاراجہ کو اطلاع ملی کہ پشاور میں اس کے مقابلے کے لیے کوئی منظّم فوج نہیں۔ ۳۰ نومبر ۱۸۱۸ء کو اُس نے پشاور پر قبضہ کر لیا۔

یار محمد خان نے سکھوں کی آمد پر پشاور چھوڑ کر یوسف زئی کے پہاڑوں پر پناہ لی۔

مہاراجہ نے شہر کو تو تباہی سے بچا لیا لیکن بالا حصار و تکمنی کو جو مشہور بزرگ شیخ عمر کا مدفن ہے، آگ لگا دی اور ارباب شہر کے ہر بر آوردہ لوگوں سے پچیس ہزار کی رقم نذرانے میں وصول ہوئی۔

قبائل کے سرداران کو خلعت

مہاراجہ نے قبائل کے سرداروں کو باز یاب کیا اور ان کو خلعت تقسیم کیے۔

چوتھے دن پشاور کو اپنے حلیف اور وفادار جہانداد خان وزیر خیل کو انتظامات سپرد کر کے لاہور کوچ کر گیا۔

بعد میں دوست محمد خان نے پچاس ہزار کی ہُنڈی اور گھوڑے پیش کر کے پشاور کو دوبارہ حاصل کیا۔ اس وقت سے پشاور اور یوسف زئی کا علاقہ سکھ حکومت لاہور کا باج گزار بن گیا۔

افغانوں کی آخری جنگ

عبدالوحید الحنفی

محمد عظیم خان نے ۱۸۲۳ء میں اپنے بھائی یار محمد خان کی اس بے حمیّتی سے ناراض ہو کر خیبر پار کے علاقے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سکھوں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔

سخت مقابلہ ہوا۔ بالآخر رنجیت سنگھ نے خود ایک اہم مورچے پر پوری طاقت سے حملہ کیا۔ دن چھپتے سکھوں کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ افغانوں نے رنجیت سنگھ کی منظّم فوج سے شکست کھائی اور تین ہزار اور ایک روایت کے مطابق دس ہزار افغانی مقتول و مجروح ہوئے۔ دوسرے دن پھر افغانوں نے پیرزادہ محمد اکبر کی قیادت میں سخت مقابلہ کیا لیکن افغان

تنہا رہ گئے۔ آخر مجبور ہو کر منتشر ہو گئے۔

نوشہرہ کے معرکے میں فتح حاصل کرنے کے بعد سکھ فوج نے پشاور پر قبضہ کر لیا۔

شاید ہزار برس کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ یہ خالص اسلامی علاقہ غیر مسلم حکومت میں آیا۔

مہاراجہ نے یار محمد خان اور دوست محمد خان کو مخفی طور پر دعوت دی۔ انہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو پانچ گھوڑیاں نذر کیں۔ مہاراجہ نے پشاور پر براہِ راست قبضہ رکھنے کی دشواریوں کو سمجھتے ہوئے ان دونوں بھائیوں کی خدمات کے صلے میں پشاور کو ان کے انتظام میں دے دیا۔ اور وہ دوبارہ دربار لاہور کا باج گزار علاقہ بن گیا۔

کشمیر پر قبضہ

۱۸۱۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جبار خان سے جو محمد عظیم خان کا بھائی اور کشمیر میں اس کا نائب تھا، کشمیر کا صوبہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

سیّد احمد شہید کا سفر ہجرت و جہاد

یہ تھے وہ حالات جب سیّد صاحب نے جہاد کے عزم سے ہندوستان کو خیر باد کہا اور اپنے مخلص رفقاء کے ساتھ ہجرت کر کے ہندوستان کے شمال مغربی سرحد پر پہنچنے کے لیے بلوچستان، افغانستان کا طویل سفر کر کے قندھار پہنچے اور پھر غزنی، کابل سے ہوتے ہوئے چمکنی سے ہوتے ہوئے نوشہرہ پہنچے۔ اور اکوڑہ خٹک میں پہنچ کر سکھوں سے جنگ کی ابتدا ہوئی۔

مجاہدین کی جہاد کے لیے روانگی

۲۰ دسمبر ۱۸۲۶ء مطابق ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲ھ بروز بدھ کو آپ اپنا لشکر جس میں ۹۰۰ کے قریب مجاہدین تھے، دریا کے کنارے لے گئے۔ جن میں ۱۳۶ کے قریب ہندوستانی مجاہد، ۸۰ کے قریب قندھاری اور باقی ملکی یعنی علاقہ کے مجاہد تھے۔

دریائے کابل کو عبور کر کے مجاہدین نے اکوڑہ خٹک کے میدان میں سکھوں سے مقابلہ کیا۔ مجاہدین میں جو لوگ دلاور اور جرار و کارآزمودہ تھے، وہ دس دس، پانچ پانچ سکھوں کے ہر خیمے کی طرف جھکے اور ان کی طنابیں کاٹ کاٹ کر گرانے لگے اور نو تعلیم مجاہدین سے کہا کہ تم ان

خیموں کے آدمیوں کی خبر لیتے جاؤ۔ یہ لوگ تو ان کی مار کوٹ میں مشغول ہوئے اور علاقہ کے لوگ لوٹ مار کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلنے لگے۔ یہاں مجاہدین میں سے کسی نے چار سکھ مارے، کسی نے دس مارے، کسی نے چودہ پندرہ کے قریب مارے۔ بہت صاحبوں نے دشمن کے آدمی مارے اور جوانمردی اور شجاعت کی داد دی۔ بقیہ السیف شکست فاش کھا کر بھاگنے لگے۔ جس نے جس طرف موقع پایا اپنی تلوار بندوق لے کر فرار ہو گیا۔ اس عرصہ میں چند مجاہدوں نے اُن کے توپ خانے پر قبضہ کر لیا۔

اس وقت تک مجاہدین میں گنتی کے دس پندرہ آدمی زخمی اور شہید ہوئے تھے۔

اس جہاد میں ہندوستانی مجاہدین سے چھتیس آدمی شہید ہوئے اور قندھاریوں میں چالیس پینتالیس اور دونوں میں تیس چالیس آدمی زخمی ہوئے۔

سکھوں کے سات سو آدمی مارے گئے۔ بھاگتے ہوئے سکھوں نے ایک چھوٹا سا نقارہ بجایا اور اس روشنی میں دیکھا کہ مجاہدین تھوڑے ہیں۔ کہیں کہیں دس دس پانچ پانچ نظر آتے ہیں۔ وہ بندوقیں لے کر یکبارگی حملہ آور ہوئے۔ مجاہدین بھی جا بجا سمٹ کر ایک جانب ہو گئے اور دونوں طرف سے بندوقیں چلنے لگیں۔ مجاہدین کی طرف سے کسی نے آواز دی

کہ اب یہاں سے نکل چلو۔ لوگوں نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ اللہ بخش امیر لشکر، شیخ ہمدانی اور علی حسن کے برابر پہنچے کہ لشکر سے باہر نکلیں، تب انہوں نے آواز دی کہ اللہ بخش صاحب تم کو حضرت نے سردار کر کے بھیجا ہے۔ اب تم اس وقت کفار کے مقابلے سے نکلتے ہو۔ یہ بات سن کر اللہ بخش صاحب اپنے ہمراہیوں کو لے کر کافروں کے مقابلہ کے لیے چلے۔ ان کو دیکھ کر اور لوگ بھی پھرے اور ان میں شریک ہو گئے۔ سب ملا کر پچاس ساٹھ غازی بن گئے۔ وہ بندوقیں مارنے لگے۔ جب سکھ اور نزدیک آ گئے تب قرابین اور شیر بچے سر کرنے لگے۔ پھر آخر کو تلواروں کی نوبت آئی یہاں تک کہ تلواروں کے مارے ان کا ہلہ ہٹا دیا۔ اللہ بخش امیر لشکر اور ان کے ہمراہی اکثر اس ہلے میں شہید ہو گئے اور بہت غازی زخمی ہوئے۔

لشکر کی مراجعت یہ حال دیکھ کر اکبر خان مجاہد نے جو بڑے دلاور تھے، نے مجاہدین سے کہا: بھائیو! کیا آج ہی لڑنا ہے؟ اب یہاں سے چلو۔ ان شاء اللہ پھر کافروں کو ماریں گے اور سب کو سمجھا کر پھیر لائے۔

اس وقت صبح صادق خوب نمودار ہو گئی تھی۔ وہاں سے دریا بہت نزدیک تھا۔ کوئی کوئی لوگ جو آگے نکل گئے تھے، ان میں سے کسی نے جا کر دریا پر اذان کہی، جس سے پیچھے والوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے کچھ لوگ آگے پہنچ گئے ہیں۔ پھر لوگوں نے سنگر سے نکل کر انتظام کے

ساتھ راستہ لیا اور مخالفین میں سے کسی نے ان کا تعاقب نہیں کیا۔ وہاں سے کوس بھر پر تیمّم کر کے نماز فجر پڑھی۔ نماز کے بعد وہاں سے چلے اور اسی گھاٹ پر آئے جہاں سے اُترے تھے۔

سیّد صاحب بہت سے لوگوں کے ساتھ دریا پر کھڑے تھے۔ آپ نے کچھ لوگوں کو مجاہدین کی تقویت کے لیے بھیجا کہ ایسا نہ ہو سکھوں نے تعاقب کیا ہو۔ یہ لوگ باقی ہمراہیوں کے انتظار میں عصر تک اسی پار رہے۔ جب پیچھے سے اکثر لوگ دو دو چار چار کر کے آ گئے تب سب کشتی میں سوار ہو کر اُترے اور پھر رات گئے تک اکثر لوگ دریا میں اُتر کر لشکر میں داخل ہوئے اور سیّد صاحب سے مصافحہ کیا اور ملاقات کی۔ آپ نے شہداء کے لیے دعاء مغفرت کی۔

یہ واقعہ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۸۳۲ء بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کا ہے۔

اکوڑا خٹک کی جنگ کا اثر

اس جنگ کا اثر مسلمانوں اور مخالفین پر خاطر خواہ ہوا۔ مسلمانوں کے دِل بڑھ گئے۔ رنجیت سنگھ کے دربار لاہور کی بھی آنکھیں کھلیں۔ اس علاقہ کے سردار جوق در جوق آ کر مبارک باد دینے لگے۔

سردار خارے خان رئیس پنڈ چالیس پچاس سواروں کے ساتھ

ملاقات کے لیے آیااور آپ سے بیعت کی اور کہا کہ آپ کو اس بستی میں رہنا مناسب نہیں۔ یہاں سے آپ میرے پاس چل کر ٹھہریں۔ اس پر آپ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا قیام تجویز ہوا۔ چونکہ پنڈ میں ایک مضبوط قلعہ بھی موجود تھاوہاں کا سردار بھی اصرار سے دعوت دے رہا تھااور نصرت ورفاقت کا وعدہ کرتا تھا۔

حضرو پر چھاپہ

حضرو علاقہ چھچھ ضلع اٹک کا مشہور مقام ہے۔ ان سرداروں اور خوانین نے سیّد صاحب سے عرض کی کہ یہاں سے ڈھائی تین میل دریائے اباسین کے پاس ایک بستی حضرو سکھوں کی عملداری میں ہے اور وہ بڑی منڈی ہے۔ لاکھوں روپے کا مال واسباب وہاں ہے۔ اس بستی کے کنارے ایک چھوٹی سی گڑھی بھی ہے، جس میں ایک توپ بھی ہے، اگر وہاں آپ چھاپہ بھیجیں تو بہت مالِ غنیمت ہاتھ لگے گا۔

حضرت سیّد صاحب کا ارادہ نہیں تھا مگر قندھاریوں میں سے تیس چالیس شخصوں نے سیّد صاحب سے اجازت چاہی کہ ہم کو حکم ہو تو ہم جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خیر بہتر ہے، تم کو اجازت ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہاں جو لوگ مسلمان ہوں ان کو کسی طرح کا صدمہ نہ پہنچے۔ اس لیے کہ ان کو ابھی جہاد کی دعوت پہنچی۔ لیکن ان میں جو ہتھیار لے

کر تمہارا مقابلہ کرے اس کو مارنے کا تم کو اختیار ہے۔

رات گئے لوگ کشتیوں وغیرہ پر سوار ہو کر اباسین کے پار اُترے اور آدھی رات کے قریب جا کر چھاپہ مارا اور بہت سامالِ غنیمت لے کر وہاں سے لوٹ آئے۔

وہاں سے واپسی کے دوران سکھوں کے چار پانچ سو کے قریب دستہ سے مقابلہ ہوا۔ سکھ شکست کھا کر پسپا ہو گئے۔ مجاہدین دریا پار سے یہ حال دیکھ رہے تھے اور کشتیوں پر مالِ غنیمت ڈال کر واپس پہنچے۔

خارے خان کے لوگوں نے مالِ غنیمت لے کر ایک جگہ جمع کیا۔ دو افراد شہید ہوئے جن کی لاشیں لائی گئیں۔

جب کشتیوں کا دوسرا پھیرا آیا اور خارے خان کے لوگوں سے مال و اسباب لینے لگے تو انہوں نے دینے سے انکار کر دیا اور لڑنے کو تیار ہو گئے کہ علاقہ کے لوگ مالِ غنیمت کا سامان حوالے نہیں کرتے اور لڑنے کو تیار ہیں۔ تو سیّد صاحب نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ خارے خان سے کہیں کہ کسی سے مال و اسباب کے بارے تعرض نہ کریں اور جس کا لیا ہو اس کے حوالے کر دیں۔ آپس میں فساد کرنا مناسب نہیں۔

خارے خان نے اس پیغام پر کچھ مال حوالے کر دیا اور کچھ دبائے رکھا۔

موضع بازار سے آپ رحمۃ اللہ علیہ خارے خان کی خواہش پر پنڈ منتقل ہو

گئے۔ قلعہ پنڈ کے جنوبی گوشے تالاب کے کنارے آپ کا خیمہ نصب کیا گیا اور تین ماہ آپ نے وہاں قیام کیا۔[1]

ہزارہ دُرّانی عہد حکومت میں

نادر شاہ درّانی کے جانشین احمد شاہ درّانی نے ۱۷۴۸ء مطابق ۱۱۶۱ھ میں پنجاب پر حملہ کیا تھا اور ۱۷۵۲ء مطابق ۱۱۶۵ھ میں پنجاب اور کشمیر پر اُس کا قبضہ ہو گیا تھا۔

احمد شاہ کے عہد حکومت میں ہزارے کے نظم و نسق میں کسی قدر استحکام ضرور پیدا ہوا تھا۔

ہزارہ میں سکھ حکومت کی ابتدا

پھر ہزارہ میں سکھوں کی طاقت بڑھنا شروع ہو گئی تھی۔ ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۷ھ میں انہوں نے کابل کے خلاف آزادی کا اعلان کر دیا۔

ہزارے میں سکھوں کی حکومت ۱۸۱۸ء مطابق ۱۲۳۴ھ میں قائم ہوئی۔ اس سال مانک رائے کے ترک ہاشم خان نے اپنے قبیلے کے دوسرے سردار کمال خان کو قتل کر دیا۔ علاقہ ترین کے سردار محمد خان نے کمال خان کے خون کا بدلہ لینے کی ٹھانی۔ ہاشم خان نے اپنے بچاؤ کی یہ

[1] تاریخ دعوت و عزیمت جلد ششم ص ۵۳۶

عبدالوحید الحنفی

تدبیر کی کہ ملک سکھوں کے حوالے کر دیا۔ اس کی دعوت پر راولپنڈی کے سکھ گورنر مکھن سنگھ نے پانچ سو سوار لے کر ہزارہ پر حملہ کر دیا۔ سرائے صالح میں قلعہ بنالیا اور ہری پور کے میدان میں خراج باندھ دیا۔

کشمیر پر رنجیت سنگھ کا قبضہ

دوسرے سال ۱۸۱۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر فتح کرلیا۔

ہری سنگھ کی ہزارہ پر حکومت

۱۸۲۲ء سے لے کرے ۱۸۳ء تک ہری سنگھ نے ہزارہ پر حکومت کی۔

ہری سنگھ کی شکست

ہری سنگھ گنگر کی پہاڑیوں کی طرف متوجہ ہوا جہاں قبائلی سردار محمد خان اور کچھ دوسرے سردار پناہ گزین تھے۔ مقابلہ ہوا جس میں ہری سنگھ کو شکست ہوئی۔

رنجیت سنگھ کا حملہ

ہری سنگھ کی شکست کی خبر سن کر رنجیت سنگھ ایک بڑی فوج لے کر ہزارہ آیا اور اس نے بڑے بڑے سرداروں کو طلب کیا۔ جنہوں نے سری کوٹ میں پناہ لی ہوئی تھی۔ لیکن ترین کے سردار محمد خان، تنولی کے سردار سربلند خان اور مشراہنوں کے سردار محمد شاہ نے اُس کے حکم کی

تعمیل کی۔

معرکہ بالاکوٹ

بروز جمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو تاریخ حرّیت کا یہ اندوہناک واقعہ پیش آیا جس میں مجاہدین سکھوں سے لڑتے اور جہاد کرتے ہوئے سب کے سب جام شہادت نوش کر گئے حتیٰ کہ حالات بتانے والا بھی کوئی زندہ نہ بچا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔[1]

کبھی باطل کے آگے جھک نہیں سکتے خدا والے

انگریز کی پالیسی تھی لڑاؤ اور حکومت کرو۔ پھر انگریز نے جب ۱۸۵۷ء میں تخت دہلی پر قبضہ کر لیا تو ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۹۴ء میں انگریزوں نے رنجیت سنگھ کی حکومت کو بھی پارہ پارہ کر دیا۔ اور پنجاب پر بھی انگریز کا قبضہ ہو گیا۔ انگریز چاروں طرف سازش کرتے اور قبضہ کرتے گئے۔ آخر مغلیہ سلطنت صرف دہلی تک محدود ہو گئی تو دہلی پر یلغار کر کے ۱۸۵۷ء میں دہلی پر قبضہ کر لیا۔ جب مغلیہ سلطنت کے خاتمہ کے ساتھ پورے ہندوستان پر انگریز نے قبضہ کر لیا، آزادی ہند کے لیے علمائے دیوبند نے جہاد کیے اور تحریکیں چلائیں۔ آخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان قائم ہوا۔ معرکہ بالاکوٹ کا یہ تسلسل

---

[1] تاریخ دیوبند بحوالہ سیّد احمد شہید جلد دوم ص ۳۸، ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر ۷۴۷

آگے جاری رہا۔ آخر انگریز اور سکھوں سے مسلمان آزاد ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان سب اکابرین کے بتلائے ہوئے عقیدہ اور نظریہ پر چلنے کی توفیق نصیب کریں اور اپنی رضا عطا فرمائیں۔ اور سب مسلمانوں کو اس پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔

آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّمْ۔

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّ سَرْمَدًا

خادمِ اہل سنت

عبد الوحید الحنفی چکوال

۲۳ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ ۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء بروز جمعرات

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید

اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں
النور مینجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com

خدامِ اہلِ سُنّت میدانِ عمل میں

از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۴ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ.....31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکرِ ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلِ نبیؐ پر ہم قرباں
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یارِ نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِیْ
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

سرکار مدینہ کی سنت اک نور بھی ہے اور حجت بھی
سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں
اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور وکساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دیں اس خالق کا، انساں کو جس نے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه
میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰه پرچم حق لہرائیں گے

عبدالوحید الحنفی

خدامِ اہلِ سنّت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ ...... 6 فروری 1973ء)

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے "کُنْ" کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلمان وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمت سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

صداقت اہلسنّت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

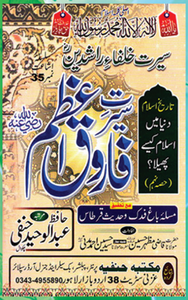

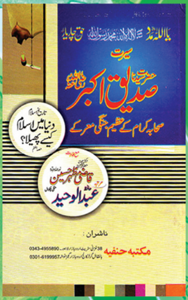

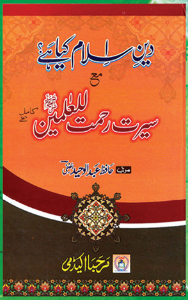

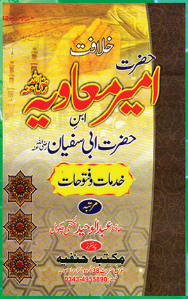

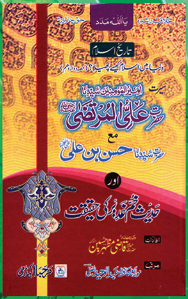

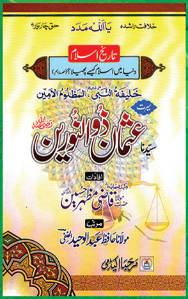

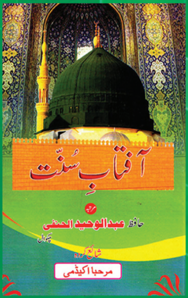

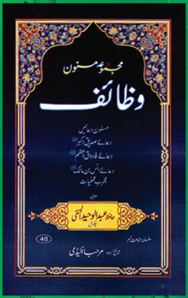

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وِزِٹ کریں:
www.alhanfi.com